

# محمد اقبال

(۱۸۷۷ء - ۱۹۳۸ء)



علامہ ڈاکٹر محمد اقبال سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے سیالکوٹ ہی میں امتیاز کے ساتھ انٹرنس کا امتحان پاس کیا پھر لاہور میں عالی تعلیم پائی۔ پچھلے دن بعد وہ یورپ گئے اور انگلستان سے قانون کی اور جرمنی سے فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

ابتدائی تعلیم کے زمانے ہی سے اقبال شعر کہنے لگے تھے۔ اقبال نے شاعری کی ابتداء غزل سے کی اور داغ سے اصلاح لی۔ آگے چل کر انہوں نے اپنی شاعری کو اپنے پیغام اور فکر کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ وہ حرکت عمل اور خودی کی تعلیم دیتے ہیں اور ان خوبیوں کو انسانیت کی بقا کے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کے کلام میں موسیقیت اور زور بیان ہے۔ انہوں نے لفظوں کے انتخاب میں بڑی ہنرمندی کا ثبوت دیا ہے۔ اسی لیے ان کے اشعار میں خوش آہنگی بہت ہے۔ اردو میں ان کے مجموعے 'بانگ درا، بانی جریل'، 'ضرب کلیم' اور 'رمغان جہاز' ہیں۔ فارسی میں ان کی شاعری کئی مجموعے شائع ہوئے۔

اقبال کو بیسویں صدی کا سب سے بڑا ہندوستانی شاعر کہا جا سکتا ہے۔ انہوں نے ہندوستانیوں اور خاص کر ہندوستانی مسلمانوں کو ذہنی اور تہذیبی غلامی سے آزاد کرایا اور یورپ کے علوم سے مرعوب ہونے کے بجائے یورپ سے استفادہ کرنا سکھایا اور یہ بتایا کہ یورپ کی تہذیب مادہ پرستی اور بے انصافی پر مبنی ہے اور اسے بہت جلد زوال آجائے گا۔

اقبال کی شاعری میں فلسفہ، تغزل، ڈراما، پیغام عمل اور مذہب اسلام سب اس طرح گھل مل کر ایک ہو گئے ہیں کہ وہ اپنی طرح کی بے نظیر چیز بن گئی ہے۔



4914CH18

## ایک آرزو

دنیا کی محفلوں سے اکتا گیا ہوں یارب  
کیا لطفِ انجمن کا جب دل ہی بجھ گیا ہو  
شورش سے بھاگتا ہوں دل ڈھونڈتا ہے میرا  
ایسا سکوت جس پر تقریر بھی فدا ہو  
مرتا ہوں خاشی پر یہ آرزو ہے میری  
دامن میں کوہ کے اک چھوٹا سا جھونپڑا ہو  
آزاد فکر سے ہوں، نُزلت میں دن گزاروں  
دنیا کے غم کا دل سے کاثنا نکل گیا ہو  
لذتِ سرود کی ہو چڑیوں کے چپھوں میں  
چشمے کی شورشوں میں باجا سانچ رہا ہو  
گل کی گلی چنک کر پیغام دے کسی کا  
ساغرِ ذرا سا گویا مخلو جہاں نما ہو  
ہاتھ کا سرہانا، سبزہ کا ہو بچھونا!  
شرماۓ جس سے جلوٹ، خلوٹ میں وہ ادا ہو  
مانوس اس قدر ہو صورت سے میری بلبل  
تھے سے دل میں اس کے کھکانہ پکھہ مرا ہو  
صف باندھے دونوں جانب بوٹے ہرے ہوں  
ہو دل فریب ایسا کھسار کا نظارہ  
ندی کا صاف پانی تصویر لے رہا ہو  
آغوش میں زمیں کی سویا ہوا ہو سبزہ  
پانی بھی موج بن کر اٹھ اٹھ کے دیکھتا ہو  
پھر پھر کے جھاڑیوں میں پانی چنک رہا ہو  
پانی کو چھورہ ہی ہو جھک جھک کے گل کی ٹہنی  
جیسے حسین کوئی آئینہ دیکھتا ہو  
مہندی لگائے سورج جب شام کی دہن کو  
سرخی لیے سنہری ہر پھول کی قبا ہو  
راتوں کو چلنے والے رہ جائیں تھک کے جس دم  
امید ان کی میرا ٹوٹا ہوا دیا ہو  
بھلی چنک کے اُن کو کٹیا مری دکھادے  
جب آسمان پہ ہر سو بادل گھرا ہوا ہو

پچھلے پہر کی کوئی، وہ صحیح کی موڑنے  
میں اس کا ہم نوا ہوں، وہ میری ہم نوا ہو  
کانوں پہ ہونہ میرے دیر و حرم کا احسان!  
روزن ہی جھونپڑی کا تجھے سحر نما ہو  
پھولوں کو آئے جس دم شبنم وضو کرانے  
رونا مرا وضو ہو، نالہ مری دُعا ہو!  
اس خامشی میں جائیں اتنے بلند نالے  
تاروں کے قافلے کو میری صدا درا ہو  
ہر درد مند دل کو رونا مرا رُلا دے  
بے ہوش جو پڑے ہیں شاید انھیں جگا دے

محمد اقبال

## مشق

## لفظ و معنی

شورش	:	شور و غل، اتحل پتھل
سکوت	:	خاموشی
تقریر	:	بیان، بات
عُزلت	:	تہائی، گوشہ
سرود	:	گانا، نغہ
جهان نما	:	جس میں یا جس سے تمام دنیا نظر آئے
جلوت	:	محفل، لوگوں کی موجودگی
خلوت	:	تہائی
دل فریب	:	دل کو لبھانے والا، من موان
قبا	:	پوشک

ہم نواز	:	ہم آواز
روزن	:	سوراخ، روشن دان
سحر نما	:	صح کا دیدار کرانے والا
نالہ	:	فریاد، رونے کی آواز
درا	:	قالے کے روانہ ہونے سے پہلے بخنے والا گھنٹہ، جرس

## غور کرنے کی بات

- کسی شعر یا شعر کے کسی مصروع میں دو مضاد الفاظ کے استعمال کو صنعت تضاد کہتے ہیں۔ اس نظم میں کئی اشعار ایسے ہیں جن میں دو مضاد الفاظ آئے ہیں۔ جیسے

شورش سے بھاگتا ہوں دل ڈھونڈتا ہے میرا  
ایسا سکوت جس پر تقریر بھی فدا ہو

ہو ہاتھ کا سرہانا، سبزہ کا ہو بچھونا  
شرماۓ جس سے جلوٹ، خلوٹ میں وہادا ہو

- 'جہاں نما' ایک مرکب ہے جو 'جہاں'، 'بمعنی دنیا'، 'اور نما'، 'بمعنی دکھانے والا'، سے مل کر بنتا ہے۔ جب دو مختلف الفاظ ایک ساتھ مل کر ایک ترکیب بناتے ہیں تو اسے مرکب کہتے ہیں۔
- شعر میں کسی تاریخی واقعے، مشہور شخصیت یا شے کا ذکر کیا جائے تو اسے صنعت تلمیح کہتے ہیں۔ سا غرذ راسا گویا مجھ کو جہاں نما ہو اس مصروع میں صنعت تلمیح کا استعمال کیا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ قدیم ایرانی بادشاہ جمشید کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں وہ پوری دنیا کو دیکھ لیتا تھا۔ یہاں کل کو استعارتاً سا غر کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے اور سا غر کے لیے جہاں نما کی تلمیح سے مددی گئی ہے۔

## سوالوں کے جواب لکھیے

1. شاعر نے تہائی کی کیا خوبیاں بیان کی ہیں؟ وضاحت کیجیے۔
2. پہاڑ کے دامن میں وہ کون سی چیزیں ہیں جن میں شاعر کو خاص دلچسپی ہے؟
3. شاعر کی آرزو کے مطابق رات کے مسافروں کی امید کیا ہوگی؟
4. آخری شعر میں شاعر کی بات کہنا چاہتا ہے؟

## عملی کام

- نظم ایک آرزو بلند آواز سے پڑھیے۔
- اقبال کے مجموعہ باغ درا میں کئی نظمیں بچوں کے لیے ہیں۔ آپ ان نظموں کو تلاش کر کے پڑھیے۔
- درج ذیل اشعار کا مفہوم اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔  
پچھلے پھر کی کوئی وہ صح کی موذن  
میں اس کا ہم نوا ہوں وہ میری ہم نوا ہو  
کانوں پہ ہو نا میرے دیر و حرم کا احسان  
روزن ہی جھونپڑی کا مجھ کو سحر نما ہو  
مہندی لگائے سورج جب شام کی دہن کو  
سرخی لیے سنہری ہر پھول کی قبا ہو
- نظم سے ایسے دو اشعار لکھیے جن میں تشبیہ کا استعمال ہوا ہے۔  
درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:  
جهان نما، سحر نما، ہم نوا، دل فریب، جلوت، خلوت